طرح کی احادیث کو اپنے لیے دلیل ٹھیراتے ہیں کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے خدمتگاروں اور غلاموں کو برکت بخشتے تھے تو آخر یہی حق انھیں اپنے مریدوں اور عقیدت کیشوں کے لیے کیوں نہ حاصل ہو؟ ہمارے نزدیک تو اس طرح کے لوگ سخت فتنہ اور کبرنفس میں مبتلا ہیں۔ اور کسی محتاط اور خداترس آدمی کے لیے ہم یہ بات جائز نہیں سمجھتے کہ وہ اپنے ایمان کو اس طرح کی آزمائش میں ڈالے۔ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے حالات کا جہاں تک ہمیں علم ہے، باوجود تمام خصائص تقدس کے حامل ہونے کے "درشن دینے" اور "برکت بانٹنے" سے سخت احتراز کرتے تھے، حالانکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جس طرز عمل سے آج ہمارے مشائخ سند پکڑتے ہیں اس کو اُن حضرات نے برأی العین مشاہدہ کیا تھا، اور قرآن ان کی نیکی اور تقوی پر گواہ تھا۔

"اجماع" اور "سواد اعظم" کی غلط تعبیریں

سوال:۔ ایک صاحب یہ حدیث بیان کر کے کہ "لا تجتمع امتی علی الضلالۃ" فرماتے ہیں کہ اجماع امت غلط بات پر نہیں ہو سکتا۔ پس جب علمائے ہند کی اکثریت جمعیۃ العلماء میں جذب ہو کر یہ فیصلہ کر چکی ہے کہ اس وقت کانگریس کے ساتھ ہی اشتراک عمل عین اسلام کے مطابق ہے تو یہ بھی غلط نہیں ہو سکتا۔ یہ صاحب اجماع امت سے مراد علمائے امت کا ہم خیال ہونا لیتے ہیں۔ براہ کرم اس حدیث شریف کے مفہوم اور اس کی اہمیت پر روشنی ڈالیے۔

جواب:۔ "ان اللہ لا یجمع امتی علی الضلالۃ" والی حدیث اور اسی طرح کی دوسری حدیثیں جو اتباع سواد اعظم یا جماعت سے متعلق وارد ہیں مسلم لیگ اور کانگریس کے حامیوں کے درمیان ایک عرصہ سے نہایت بے دردانہ استعمال ہو رہی ہیں۔ اور ان میں سے کسی خدا کے بندے کو یہ توفیق نہیں ہوتی کہ ان احادیث کے موقع و محل اور ان کے صحیح مفہوم پر غور کر لے۔ مسلم لیگ کے حامی کہتے ہیں کہ جب نبی کریمؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی امت کو ضلالت پر اکٹھا نہیں کرے گا، اور مسلمانوں کی اکثریت مسلم لیگ کے لیڈر اور مسلم لیگ کے نظریہ پر متفق ہو گئی ہے تو لازماً یہی راستہ ہدایت کا راستہ ہے اور جو مسلمان اس سے الگ ہیں وہ مفارق جماعت کے حکم میں داخل اور "من شذ شذ فی النار" کی وعید کے مستحق ہیں۔ اور کانگریسی حضرات کا استدلال وہی ہے جس کا اوپر حوالہ دیا ہے۔ حالانکہ اسلام میں نہ اکثریت کا کسی بات پر متفق ہو جانا اس کے حق ہونے کی دلیل ہے، نہ اکثریت کا نام سواد اعظم ہے، نہ ہر بھیڑ جماعت کے حکم میں داخل ہے، اور نہ کسی مقام کے مولویوں کی کسی جماعت کا کسی رائے کو اختیار کر لینا اجماع ہے۔ ان ساری غلط فہمیوں سے تعرض کرنے کا یہ موقع نہیں ہے، البتہ مذکورہ بالا حدیث کا مطلب ہم بیان کیے دیتے ہیں۔

مذکورہ بالا حدیث ترمذی میں ان الفاظ کے ساتھ وارد ہے "ان اللہ لا یجمع امتی او قال امۃ محمد علی ضلالۃ ویداللہ علی الجماعۃ ومن شذ شذ فی النار"۔ (اللہ تعالیٰ میری امت کو یا یوں فرمایا کہ محمد کی امت کو، ضلالت پر جمع نہیں کرے گا اور اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے اور جو جماعت سے الگ ہوا وہ جہنم میں پڑا۔) اس کا مطلب یہ ہے کہ اس امت پر کوئی دور ایسا نہیں آئے گا کہ یہ پوری امت گمراہی میں پڑ جائے، بلکہ اس میں ایک گروہ، خواہ وہ کتنا ہی چھوٹا ہو، ہمیشہ حق پر قائم رہے گا اور وہی جماعت ہے اور اللہ کا ہاتھ اس جماعت پر ہے اور جو اس جماعت سے الگ ہوا وہ جہنم میں گرا۔ اس مطلب کی تائید اس حدیث نبوی سے ہوتی ہے جو عبداللہ ابن عمرؓ سے باین الفاظ مروی ہے:۔

ان بنی اسرائیل تفرقت علی ثنتین وسبعین ملة وتفترق امتی علی ثلث وسبعین ملة کلهم فی النار الا ملة واحدة۔ قالوا من هی یا رسول الله؟ قال ما انا علیه واصحابی!

بنی اسرائیل ۷۲ فرقوں میں بٹ گئے تھے اور میری امت ۷۳ فرقوں میں بٹ جائے گی جو سب کے سب جہنم میں پڑ جائیں گے، بجز ایک کے۔ لوگوں نے پوچھا یہ کون لوگ ہوں گے یا رسول اللہ؟ آپ نے فرمایا جو میرے اور میرے اصحاب کے طریقہ پر ہوں گے۔

احمد اور ابوداؤد کے یہاں پہلی روایت کسی قدر مختلف الفاظ میں ہے اور ان میں اس بات کی تصریح ہے کہ یہی فرقہ جو آپ کے اور آپ کے صحابہ کے طریق پر ہوگا، جماعت ہے اور اسی کے اوپر اللہ کی رحمت کا ہاتھ ہے۔ عن معاویة، ثنتان وسبعون فی النار وواحدة فی الجنة، وهی الجماعة (معاویہؓ سے روایت ہے کہ بہتر فرقے جہنم میں ہوں گے، ایک جنت میں ہوگا اور وہی جماعت ہے)۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایک زمانہ اس امت پر ایسا آئے گا جبکہ اس کے بڑے حصہ میں ضلالت کا اثر اسی طرح سرایت کر جائے گا جس طرح باؤلے کتے کے کاٹنے سے اس کا زہر آدمی کی رگ رگ میں سرایت کر جاتا ہے صرف تھوڑے لوگ بچے رہیں گے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ کے طریق پر ہوں گے، اور وہی لوگ جماعت کے حکم میں ہوں گے۔ بعینہٖ اسی مضمون کی ایک حدیث اور بھی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:-

لا تزال طائفة من امتی علی الحق ...... الخ

میری امت میں ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا، جو لوگ انہیں چھوڑیں گے، ان کو کچھ ضرر نہ پہنچا سکیں گے۔

ان احادیث کی روشنی میں زیر بحث حدیث کا مطلب یہ نکلا کہ یہ پوری امت کبھی گمراہ نہ ہوگی، بلکہ ایک جماعت خواہ وہ کتنی ہی مختصر ہو، حق پر قائم رہے گی اور وہی جماعت ناجی ہے، اسی کے اوپر اللہ کا ہاتھ ہے، بقیہ سب جہنم میں پڑیں گے۔ ان احادیث سے یہ امر بھی بالکل واضح ہے کہ یہ گروہ نہ کثرت میں ہوگا، نہ اپنی کثرت کو اپنے برحق ہونے کی دلیل ٹھہرائے گا، بلکہ اس امت کے ۷۳ فرقوں میں سے ایک ہوگا اور اس معمورۂ دنیا میں ان کی حیثیت اجنبی اور بیگانہ لوگوں کی ہوگی، جیسا کہ فرمایا ہے "بدء الاسلام غریبا وسیعود کما بدء، فطوبی للغرباء هم الذین یصلحون ما افسد الناس بعدی من سنتی" (اسلام غربت میں شروع ہوا اور اسی غربت میں پھر مبتلا ہوگا، پس مبارکباد ہے ان "اجنبیوں" کے لیے جو دوسروں کے بگاڑے ہوئے دین کی اصلاح کریں گے)

پس جو جماعت محض اپنی کثرتِ تعداد کی بنا پر اپنے آپ کو وہ جماعت قرار دے رہی ہے جس پر اللہ کا ہاتھ ہے اور جس سے علیحدہ ہونا جہنم میں داخل ہونے کے مرادف ہے، اس کے لیے تو اس حدیث میں امید کی کوئی کرن نہیں، کیونکہ اس حدیث میں اس جماعت کی دو علامتیں نمایاں طریقہ پر بیان کر دی گئی ہیں، ایک تو یہ کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کے طریق پر ہوگی، دوسری یہ کہ نہایت اقلیت میں ہوگی۔

رہے کانگریسی حضرات، تو ان کا استدلال بھی بالکل مہمل ہے۔ اول تو اس حدیث کا تعلق اجماع سے بالکل ہے ہی نہیں بلکہ اس کا مطلب وہی ہے جو ہم نے اوپر بیان کر دیا ہے۔ دوسرے یہ کہ کسی مقام کے چند عالموں کا کسی راہ کو اختیار کر لینا وہ اجماع نہیں ہے جو شریعت میں معتبر ہے۔ شریعت میں معتبر اجماع وہ ہے جس پر مسلمانوں کا امیر اور اس کے ارباب حل و عقد مجتمع